

مولانا خلیق احمد مفتی (انڈیا)

اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک کیسے بنے؟

اس اہم ترین اور نازک سوال کا جواب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے درج ذیل اسباب کو اختیار کیا جائے۔

اولاد کے لئے دعائے خیر:

انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی صلاح و فلاح اور دنیا و آخرت میں بہتری اور ترقی و کامیابی کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر اور عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا و فریاد کرتا رہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مناسب ترین دعا تو یہی ہے جو سورہ الفرقان کی آیت نمبر ۷۴ میں موجود ہے وہاں سے یاد کی جاسکتی ہے اس کے علاوہ سورہ احقاف کی آیت نمبر ۱۵ میں مذکور اس دعا کا بھی اہتمام و التزام کرنا چاہیے۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التي انعمت علی و علی والدی
وان اعمل صالحا ترضاه واصلع لی فی ذریعتی انی تبت الیک وانی من
المسلمین۔ (احقاف: ۵)

”اے میرے رب! تو مجھے اس بات کی توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں اپنے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور میری اولاد کو بھی صالح بنا۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں“

اولاد کی اخلاقی و روحانی تربیت:

والدین جس طرح اپنی اولاد کی دنیاوی ترقی و آرام اور ان کی کامیابی اور باعزت زندگی کے لئے خوب محنت و کوشش کرتے ہیں اور تمام ممکن اسباب و وسائل اختیار کرتے ہیں، اولاد کی اخلاقی و روحانی تربیت و ترقی کے لئے بھی انہیں اس طرح فکر مند ہونا چاہیے اور ہر ممکن سعی و کوشش کرنی چاہیے کیونکہ انسان صرف گوشت پوست کے اس جثہ کا نام نہیں ہے بلکہ اصل چیز اس کی انسانیت و روحانیت اور اس کا اخلاق و کردار ہے لہذا اس کے اخلاق و کردار کی تعمیر کی طرف توجہ دینا اور اس مقصد کی خاطر زیادہ محنت و جستجو کرنا یقیناً زیادہ اہم اور ضروری ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

کَلِمَکُمْ رَاعٍ وَ کَلِمَکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَۃٍ۔ ”تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور تم میں سے ہر کوئی رعیت کے

بارے میں اللہ کے سامنے جواب دہ ہے“ (بخاری)

لہذا اگر کسی کے دل میں یہ خواہش اور تمنا ہو کہ اس کی اولاد اس کے لئے مصیبت و عذاب بننے کی بجائے نعمت و رحمت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے دنیاوی ترقی و کامیابی کے لئے محنت و کوشش اور ضروری انتظام کے ساتھ ساتھ اولاد کی اصلاح کی بھی فکر کرے اور ایسی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے جس کی بدولت اولاد کے دل میں فکر آخرت، اللہ کا خوف، دنیا کی فنائیت موت کے بعد آنے والے مرلے کے لئے تیاری کی جستجو، روز قیامت اللہ کی عدالت میں حاضری، اپنے ہر قول و فعل کی جواب دہی، اللہ کے سامنے حساب و کتاب اور جزا و سزا کی فکر اور تیاری کا جذبہ بیدار ہو۔

نیز یہ کہ آج اگر ہم اپنے بچوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم سے آراستہ کریں گے تب ہی تو انہیں اس بات کا علم ہوگا کہ قرآن میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ:

”جب تمہاری نظروں کے سامنے ان دونوں (یعنی تمہارے والدین) میں سے کوئی ایک یا وہ دونوں ہی بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گئے تو اب (اے انسان!) تم ان کے سامنے ”اف“ بھی نہ کہو“ (بنی اسرائیل ۲۳)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”کسی انسان کے مرنے کے بعد بعض اوقات اس کے درجات بلند کئے جاتے ہیں جس پر وہ حیران ہو کر اللہ سے پوچھتا ہے کہ: اے میرے رب! یہ کیا معاملہ ہے؟ اے اللہ کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ اس وقت تمہاری اولاد تمہارے لئے دعا و استغفار میں مشغول ہے“ (الادب المفرد)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے“ سوائے تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ یعنی اس نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے خلق خدا اس کی موت کے بعد بھی مستفید ہو رہی ہو یا ایسا علم جس سے (اس کی موت کے بعد بھی) فائدہ اٹھایا جا رہا ہو۔ یا ایسی اولاد جو اس کیلئے (اسکی موت کے بعد بھی) دعائے خیر کرتی رہے“ (مسلم)

لہذا اپنی اولاد کی اخلاقی و دینی تعلیم و تربیت کے بعد ہی یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ جب تک ہم اس دنیا میں زندہ رہیں گے اس وقت تک ہماری اولاد ہمارے سامنے کبھی ”اف“ تک نہیں کہے گی۔ اور جب اللہ کی مرضی اور اس کے حکم سے ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تب ان شاء اللہ ہماری اولاد ہمارے لئے دعائے خیر اور استغفار کرتی رہے گی اور یوں ان شاء اللہ ہماری اولاد ہمارے لئے زندگی میں بھی اور ہمارے انتقال کے بعد بھی رحمت، نعمت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوگی۔

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اولاد کی اخلاقی و روحانی تربیت و اصلاح کی طرف توجہ اور کوشش اور اہتمام و انتظام بچپن سے ہی ہونا چاہیے کہ کوئی بچہ بچہ اس کی شاخوں کو اپنی مرضی

کے مطابق موڑا جاسکتا ہے۔ لیکن وہی درخت جب بڑا اور مضبوط ہو جائے تو اب یہ ممکن نہیں ہو گا، اب اس کی شاخیں ٹوٹ تو سکتی ہیں لیکن انہیں اپنی مرضی کے مطابق موڑا نہیں جاسکتا، اور نہ اب اس درخت کو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق کوئی شکل دی جاسکتی ہے بالکل اسی طرح بچے کو ہم زندگی بھر کے لئے جس شکل اور جس انداز میں نیز جن عادات و اطوار کا حامل دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں اس کے بچپن میں ہی اسے وہی شکل دے دینی چاہیے اور انہی طور طریقوں کا عادی بنادینا چاہیے ورنہ بڑے ہونے کے بعد یہ کام ممکن نہیں ہو گا اور ہماری یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوگی اور ہمارا خواب کسی صورت شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا اور بس پھر ہمیشہ کے لئے حسرت ہی رہ جائے گی اور تب ہماری اپنی ہی یہ اولاد ہمیں بیگانی محسوس ہوگی اور ہم صاحب اولاد ہوتے ہوئے بھی خدا خواستہ خود کو بے اولاد سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”اپنی اولاد کو سات سال کی عمر سے ہی نماز کا حکم دو“ (احمد)

یعنی اولاد کو بچپن میں ہی نماز کا عادی بنادیا جائے اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہم انہیں ہمیشہ کے لئے جس روپ میں دیکھنے کی خواہش رکھتے ہوں انہیں انکے بچپن اور کمر عمری میں ہی اس روپ میں ڈھال دیں، کیونکہ بعد میں یہ ممکن نہیں ہوگا۔

اولاد کے انجام کی فکر:

انسان ہمیشہ اپنی اولاد کی دنیاوی ترقی و کامیابی اور اسکے بہتر مستقبل کے لئے فکر مند اور کوشاں رہتا ہے یقیناً یہ ایک طبعی امر ہے اور اگر یہ کوشش اور جدوجہد شرعی اصول و ضوابط کے مطابق ہو تو اس میں شرعاً بھی کوئی قباحت نہیں ہے، بلکہ یہ تو خود شریعت اسلامیہ کی طرف سے ہی والدین کے ذمے ان کی اولاد کے لئے مقرر کردہ حقوق میں شامل ہے۔ البتہ یہاں یہ بات ضرور ذہن میں رہنی چاہیے کہ دنیا کی زندگی عارضی و فانی ہے۔ جبکہ آخرت کی زندگی ابدی ہے، لہذا ظاہر ہے کہ آخرت کی کامیابی و راحت کی فکر زیادہ ہونی چاہیے اور اس مقصد کے لئے کوشش اور جدوجہد بھی زیادہ ہونی چاہیے، بہت سے لوگوں کو اکثر و بیشتر یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ ہمیں اس بات کی انتہائی فکر ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد بچوں کا کیا بنے گا، لیکن یہ بھی تو سوچنا چاہیے کہ خود بچوں کے مرنے کے بعد ان (بچوں) کا کیا بنے گا؟ کیونکہ ہمارے بچے بھی تو آخر انسان ہی ہیں اور ہر انسان کی طرح یقیناً اس کی آخری منزل بھی وہی ہے۔ یعنی موت۔ اور پھر اس کے بعد قبر کی تنہائی اور پھر یہ کہ جلد یا بدیر آخر کبھی نہ کبھی تو بچوں کے لئے بھی تو اس دنیاے فانی سے کوچ اور رخصتی کا وقت آ ہی جائے گا، اور اس وقت خواہ ان بچوں کی عمر کچھ بھی ہو خواہ اس وقت یہ بوڑھے ہی کیوں نہ ہو چکے ہوں۔ لیکن بہر حال ہوں گے تو یہ آخر ہمارے ہی بچے اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے“ (ترمذی)

یعنی کسی © rasailojaraid.com دوزخ ہوگی، ہمارے یہ معصوم بچے

اور پھول جیسے بچے اور یہ ہمارے جگر گوشے جن کے آرام و راحت کی خاطر آج ہم کس قدر فکرمند رہتے ہیں، اور خصوصاً یہ معصوم بچے دن بھر کھیل کود اور اپنی معصومانہ شراتوں کے بعد رات کو جب اپنے چھوٹے سے تکیے پر سر رکھے ہوئے سو رہے ہوتے ہیں اس وقت کتنے پیارے لگتے ہیں اور ہمیں ان پر کس قدر پیار آ رہا ہوتا ہے۔ اس وقت ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ہمیں اچھا لگے یا برا لگے مگر یہ کہ یقیناً کبھی وہ وقت بھی آ ہی جائے گا جب ہمارے یہی لخت جگر اور یہ ہماری آنکھوں کے نور اور دل کے سرور اسی طرح اپنی قبر میں سو رہے ہوں گے نہ جانے وہ کون سی جگہ ہوگی اور کون سا شہر اور ملک ہوگا؟ اور اللہ ہی جانے وہ قبر ان کے لئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی..... یا..... خدا نخواستہ..... بس آگے تو کچھ لکھتے ہوئے بھی خوف محسوس ہوتا ہے۔..... اللہ ہم سب پر رحم فرمائے! آمین اور اسی جذبے کے تحت ہمیں اپنی اولاد کی اصلاح اور مناسب اخلاق تربیت کے لئے فکر اور کوشش کرنی چاہیے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم و اہلیکم نارا "اے ایمان والو! تم بچاؤ خود اپنے آپ کو بھی اور اپنے اہل و عیال کو بھی جہنم کی آگ سے"۔ (التحریم: ۶)

اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو؛ تاکہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے" (حاکم)

اس حدیث کی رو سے یہ بات خوب واضح ہے کہ آج ہم اپنے والدین کے ساتھ جس قسم کا سلوک کریں گے کل ہماری اولاد بھی ہمارے ساتھ بعینہ وہی سلوک کرے گی لہذا انسان کو یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ نے یہ معاملہ تو خود انسان ہی کے حوالے کر دیا ہے اور اسی کے اختیار میں یہ چیز دے دی ہے اب اس کی مرضی ہے کہ وہ اپنے لئے کیا چیز پسند کرتا ہے آج وہ خود جو کچھ اپنے والدین کے ساتھ کرے گا کل وہی اس کے ساتھ بھی ہو جائے گا قدرت کا قانون اٹل ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا لہذا انسان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور تصور کی آنکھ سے اس منظر کو دیکھنا چاہیے کہ جب وہ خود بوڑھا، کمزور اور محتاج ہو چکا ہوگا اور اس وقت اس کی دلی تمنا ہوگی کہ اس کی یہ اولاد جس کی خاطر اس نے زندگی بھر کلبو کے بیل کی طرح محنت کی، جس کا مستقبل سنوارنے کی خاطر اس نے اپنی کتنی ہی خواہشات اور آرزوؤں کا خون کیا، کاش آج یہ اولاد اس کے لئے سہارا بن سکے اور اس کے بڑھاپے کے لئے لاشی کا کام دے سکے..... اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی یہ آرزو پوری ہو اور اس کی اولاد اس کے بڑھاپے اور محتاجی و کمزوری کے وقت اس سے اپنی آنکھیں نہ پھیر لے اور اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آج وہ خود بھی جس قدر ممکن ہو سکے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔